قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ (بخاری شریف)

ترجمہ:- وہاں (یعنی نجد میں) زلزلے اور فتنے ہونگے اور اس میں سے نکلیگا قرن شیطان کا

الحمد للہ کہ کتاب مستطاب ہٰذا

۴۲۹۸

الموسوم بہ

تاریخ نجدیہ

یعنی

حقیقتِ وہابیہ

جس میں

نجد اور شیخ نجدی اور اُس کے بنا کردہ فرقہ وہابیہ کے حالات۔ عقائد اور کارنامے بیان کئے گئے ہیں۔ کہ اس نے آج سے سوا سو سال پیشتر کس بے دردی سے مسلمانوں کو قتل کیا۔ اُن کے اموال لُوٹے اور اُن کے مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کی۔ جس پر ترک غازیانِ اسلام شمشیر بکف نکلے۔ اور نجدیوں کو بد اعمالیوں کی خوب سزا دی۔ ابن سعود کی سابقہ مسلم کُشی اور طائف میں تازہ مظالم کا بھی اس میں ذکر ہے

انجمن حزب الاحناف لاہور نے اپنے اسلامی بھائیوں کو حقیقتِ حال سے باخبر کرنے کے لئے ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ مطابق ۱۹۲۴ء میں شائع کیا

نقشۂ عرب
و دیگر
ملحقہ ممالک اسلامیہ
یونان
قسطنطنیہ
بحر اسود
سمرنا
ایشیائی روم
سمندر
ترکستان
مشرقی ترکستان
عراق
شام
بیروت
اسکندریہ
مصر
بغداد
تبریز
طہران
اصفہان
ایران
کرمان
کابل
افغانستان
پنجاب
لاہور
تبت
بلوچستان
کراچی
دہلی
ہندوستان
کلکتہ
کوہ ہمالیہ
صحرائے نفود
جوف
تبوک
حائل
خیبر
مدینہ
ینبوع
بریدہ
نجد
درعیہ
ریاض
حریق
یمامہ
مکہ
جدہ
بصرہ
خلیج فارس
عمان
صحرائے دہنا
حضرموت
نجران
صنعا
حدیدہ
بحیرۂ عرب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ حال

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ اجمعین۔ یا اللہ مجھے توفیق دے کہ میں فرقۂ نجدیہ کی صحیح صحیح تاریخ مسلمانوں کے سامنے پیش کرسکوں۔ تاکہ ان کو اس فرقہ کے حالات سے اطلاع ہو۔ اور وہ باخبر ہوکر صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں یہ تمام واقعات جو مذکور ہونگے تاریخی ہیں اور تمام سلاطین ترکی کی تاریخوں میں ملتے ہیں۔ نیز انسائکلوپیڈیا بریٹینکا میں مفصل مذکور ہیں عربی تاریخیں متعلق جنگِ نہامہ بھی ان واقعات کی صداقت پر شاہد ہیں ۱۳۱۲ سنہ ھ میں ایک کتاب "وہابی نامہ" لکھنؤ میں چھپی تھی جو عربی کتاب کا ترجمہ ہے۔ اس سے اور نیز مفتی مکہ معظمہ کی کتاب "الدُّررالسنیۃ" اور کتاب "مذاہب اسلام" سے جو بڑی تحقیق سے ہر فرقہ کی اپنی کتابوں سے مرتب کی گئی ہے۔ میں نے یہ کتاب لکھی ہے۔ لہٰذا اس کے تمام واقعات صحیح صحیح ہیں۔

فتنۂ وہابیہ نجدیہ ایک سو دس ۱۱۰ سال کے بعد پھر کھڑا ہوا ہے۔ اس وقت ظالم سعود جس کے کارنامے مذکور ہونگے زندہ نہیں ہاں ابن سعود زندہ ہے۔ شریف مکہ نے سلطان المعظم سے بغاوت کی اور غداری کے گناہ کی اس کو ان کے ہاتھوں سزا ملی۔ جن کو ہندو روم و کابل و مصر الغرض دنیائے اسلام (اگر کافر کا لفظ سخت نہ ہو) تو بے دین تو ضرور کہتی ہے۔ اس سے زیادہ شریف کی ذلت کیا ہوگی کہ وہ وہابیوں کے ہاتھ سے ذلیل ہو۔

ہمیں شریف سے کوئی ہمدردی نہیں۔ وہ جتنا ذلیل وخوار ہو بہتر ہے مگر کوئی مسلمان جسے وہابیوں کی گذشتہ تاریخ سے واقفیت ہو گوارا نہیں کرسکتا کہ ان کا قدم نامسعود حجاز کی مقدس سرزمین میں جمے اور مسلمان پھر اپنے بزرگوں کے مقاماتِ متبرکہ کو منہدم ہوتے دیکھیں۔

ہمارے بھولے بھالے مسلمان بھائی جن کو وہابیوں کی تاریخ اور اعتقادات سے

۸۲۹۸

آگاہی نہیں کہتے ہیں کہ خدا کا شکر ہے کہ شریف مکہ سے مخلصی حاصل ہوئی۔
ہم ان کی اس مسرت سے ہم آہنگ ہیں مگر جیسا کہ صدر جمعیۃ العلماء نے ظاہر کر دیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ وہابیوں کا حجاز پر قبضہ مسلمانوں کے لئے شریف کے قبضہ سے زیادہ وبالِ جان و ضرر رساں ہے اور ہمیں گوارا نہیں کہ ان کی حکومت وہاں قائم ہو۔
اس بات کے ثبوت میں کہ وہابی نہایت بے ادب فرقہ ہے۔ ہم ان کی گذشتہ تاریخ سے چند ورق پیش کرتے ہیں اور ان کے حمائتیوں سے جو اپنے آپ کو تقیہ سے اہلسنت ظاہر کرتے ہیں پوچھتے ہیں۔ کیا آپ ان بے ادبیوں کو جو وہابیوں سے آج سے سوا سو سال پیشتر حرمین شریفین میں سرزد ہوئیں جائز سمجھتے ہیں۔ اگر نہیں سمجھتے تو بتائیں کہ آپ کے پاس کیا دلیل ہے۔ کہ وہابی اب انہی حرکات کے پھر مرتکب نہیں ہونگے۔ کیا انہوں نے اپنے اعتقادات بدل لئے ہیں؟ کیا انہوں نے اپنے بزرگوں کے افعال پر اظہار نفرت کیا ہے؟۔ اگر کیا ہے تو اس کا کیا ثبوت ہے؟۔ لاؤ اور پیش کرو۔ اگر کوئی ثبوت نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ تو خدا کے لئے اُن کی حمایت میں آواز بلند کرکے بے خبروں کو گمراہ نہ کرو۔ ؎
فرقۂ اہلحدیث جس کے عقائد بہت کچھ نجدیوں سے ملتے ہیں۔ اور جو زبان سے کہے جاتا ہے۔ کہ وہ ہم میں[1] سے نہیں۔ ہم ان کی دو خصلتوں سے بیزار ہیں دیکھو نواب صدیق حسن خاں کا رسالہ حطہ فی احوال الصحاح ستہ۔ اگر ان کے غلبہ پر اظہار مسرت کرے اور ابن سعود کو مبارکباد بذریعہ تار برقی بھیجے یا مجالس مسرت منعقد کرے اور بتائے کہ حرم شریف وہابیوں کے آنے سے پاک ہوا ہے۔ تو حق بجانب ہے کیونکہ ہر ایک کو اپنے ہم عقیدہ بھائیوں کی کامیابی پر خوشی منانی چاہیئے۔ مگر اے حنفیو تم عیاروں کے فریبوں کو غور سے دیکھو کہ تم سے کن کی فتح پر خوشیاں منانے کو کہا جا رہا ہے۔ کیا تم اس بات پر خوش ہو سکتے ہو۔ کہ تمہارے بزرگوں کے آثار منہدم کئے جائیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرنے اور

[1] وہابی دنیا میں اس قدر بدنام ہو چکے ہیں کہ اُن کے ہم عقیدہ لوگوں نے بھی وہابی کہلانا چھوڑ دیا ہے۔ افسوس البتہ قابل نفرت لوگوں کی سیادت منانے پر بعض ناعاقبت اندیش زور دے رہے ہیں ؎

ان پر درود بھیجنے سے بجبر روک دیا جائے اگر تم اس پر خوش ہو تو وائے گر از پس امروز بود فردائے۔ ہمیں نہ شریف سے تعلق ہے نہ نجدیوں سے لگاؤ ہمارا تعلق حجاز سے اسلامی و مذہبی ہے اگر شریف کی ذلت ہوئی تو ہمیں کوئی رنج نہیں ہمیں نجدیوں کے قبضہ پر صدائے احتجاج بلند کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اگر ان کی گذشتہ تاریخ بدنامی سے پاک ہوتی مگر رونا تو اسی بات کا ہے۔ کہ نجدی بڑا بے ادب فرقہ ہے۔ تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک سمجھ کر قتل کرنا اس کے نزدیک بڑے ثواب کا کام ہے اس لئے کوئی مسلمان اُس کے قبضۂ حجاز پر خوش نہیں ہو سکتا۔

نجد و امیر نجد

نجد ایک ملک ہے جو حجاز اور عراق یا یوں کہو کہ مکّہ اور بصرہ کے درمیان واقع ہے اس کے حدود اربعہ یہ ہیں شام جانب شمال۔ عراق طرفِ مشرق۔ حجاز سمتِ مغرب۔ یمامہ سوئے جنوب ؛۔

نجد کے معنی ہی بلند زمین کے ہیں چونکہ یہ حجاز وغیرہ سے بلندی پر واقع ہے اس لئے اس کا نام نجد ہے۔ اس کی لمبائی شمالاً جنوباً ساڑھے پانچ سو اور شرقاً غرباً ساڑھے چار سو میل ہے۔ رقبہ ایک لاکھ اسّی ہزار مربع میل ہے۔ یہ ملک شمال۔ جنوب اور مشرق کی طرف ریگستانی صحراؤں سے گھرا ہوا ہے۔ صرف مغرب کی طرف حجاز اور عسیر آباد ملک ہیں۔ جبل شمر۔ قاسم۔ عرید۔ حریق۔ یمامہ اور وادئ دواسیر اس کے بڑے حصے ہیں۔ نجد سرسبز ملک ہے اس کے گھوڑے مشہور ہیں ؛۔

نجد کی آبادی کا اندازہ دس لاکھ کیا گیا ہے۔ یہ یمن اور عسیر سے آٹھ لاکھ کم اور حجاز سے سات لاکھ زیادہ ہے۔ اس حساب سے نجد کی آبادی حجاز۔ یمن اور عسیر سے نصف ہے۔ نجدی ہمیشہ شاہانِ اسلام سے برگشتہ رہے ہیں۔ انیسویں صدی کے شروع میں انہوں نے ترکوں سے اُس وقت بغاوت کردی۔ جب کہ وہ نپولین سے مصر میں ہم نبرد تھے۔ جب ترکوں کو ادھر سے فراغت ہوئی۔ تو محمد علی پاشا خدیو مصر نے ۱۸۱۷ء میں پھر نجدیوں کو مطیع کیا۔ اس وقت نجد کا پایہ تخت درعیہ تھا۔ ۱۸۷۱ء میں نجد کو حکومت بصرہ کے ماتحت ایک صوبہ قرار دیا گیا۔ اس کا والی حفوف میں رہتا تھا اس سے بیس برس کے

بعد نجد میں دو امیر برسر حکومت تھے۔ محمد بن رشید مغرب میں جس کا مقام حائل تھا۔ اور عبداللہ بن سعود مشرق میں جو ریاض میں رہتا تھا۔ یہ حالت ۱۸۹۲ء تک رہی اس وقت حائل کی آبادی دس بارہ ہزار تھی۔ پھر دونوں امیروں میں سخت جنگ ہوئی جس میں اوّل الذکر فتحیاب ہو کر تمام نجد کا امیر قرار پایا۔ ابن رشید ۱۸۹۷ء میں فوت ہو گیا اور اس کا جانشین اس کا بھائی عبدالعزیز ہوا جو ریاست سنبھال نہ سکا اس نے ۱۹۰۵ء میں ابن سعود سے شکست کھائی۔ اور نجد کی حکومت کے صدر مقام ریاض کو پھر تفوق حاصل ہو گیا۔ امیر نجد کی سالانہ آمد ساٹھ ہزار پاؤنڈ شمار کی گئی ہے۔ اور اس کے خزانہ میں پندرہ لاکھ پاؤنڈ جمع بتائے جاتے ہیں۔ موجودہ امیر نجد عبدالعزیز عبداللہ کا بھائی ہے۔ یہ گزشتہ محاربۂ عظیم میں ترکوں کے خلاف اور گزشتہ اکتوبر تک نصاریٰ کا وظیفہ خوار رہا جیسا کہ روزنامہ زمیندار باایں ہمہ حمایت نجدی حقیقت کو چھپا نہیں سکا۔ نجدیوں کی دو سالہ فطرت و مذہب اب کیسے بدل سکتا ہے۔ اب تو وہ حصول مدعا کے لئے تقیہ سے کام لیکر سبز باغ دکھاتے ہیں۔ مگر جب تسلط جمالیں گے تو ان کا مقتضائے طبیعت اور مذہب اور زیادہ تر شیخ نجدی انہیں مجبور کرے گا۔ کہ وہ مسلمانوں کو مشرک و کافر سمجھ کر ان کو قتل کریں۔ اور اگر اب تک انہوں نے متبرک مقامات نہیں گرائے تو پھر ڈھا دیں۔

احادیث نبوی بمذمّت نجدیاں

سید عبدالرحمٰن الاہدل مفتی زبید تحریر فرماتے ہیں۔ کہ وہابیوں کے رد میں کسی کو کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں حضور علیہ السلام کی احادیث صحیح کافی ہیں۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِیْ نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِیْ نَجْدِنَا۔ فَاَظُنُّهٗ قَالَ فِی الثَّالِثَةِ هُنَالِكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ (رواہ البخاری) ترجمہ) روایت ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اے خدا برکت کر ہمارے لئے ولایت ہماری شام میں۔ اے خدا برکت کر ہمارے لئے ولایت ہماری یمن میں

عرض کیا سامعین نے یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں۔ فرمایا حضورؐ نے اے خدا برکت کر ہمارے لئے ولایت ہماری شام میں۔ اے خدا برکت کر ہمارے لئے ولایت ہماری یمن میں عرض کی سامعین نے یا رسول اللہ اور ہمارے نجد میں (مجھے گمان ہے کہ تیسری مرتبہ پر حضورؐ نے فرمایا) وہاں (نجد میں) زلزلے اور فتنے ہونگے اور اس میں نکلیگا قرن (گروہ اعوان) شیطان کا"۔ روایت کیا اسے بخاری نے ۔ ایک روایت میں ہے کہ دو قرن نکلینگے۔ علماء نے ایک قرنِ شیطان سے مسیلمۂ کذاب مراد لی ہے اور دوسرے سے ابن عبدالوہاب کو۔ اور فرمایا مشرق سے (نجد حجاز سے مشرق کی طرف ہے) کچھ لوگ نکلیگے جو قران پڑھینگے۔ مگر وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہ کرے گا۔ جب ایک قرن ختم ہو جائیگا۔ تو دوسرا قرن آجائے گا۔ یہاں تک کہ ان میں سے آخر مسیح دجال کے ساتھ ہوگا۔

حضور علیہ السلام نے ان کی علامت یہ بھی بتائی ہے۔ کہ وہ سر گھٹائینگے چنانچہ شیخ نجدی اپنے متبع کو سر منڈانے کا حکم دیتا اور سر کٹنے نہیں دیتا تھا۔ جب تک کہ سر نہ منڈوا لیتا بلکہ عورتوں کو سر منڈانے کا حکم دیتا تھا۔

لطیفہ۔ ایک مرتبہ ایک عورت مجبوراً اس کے دین میں داخل ہوئی اس نے حکم دیا۔ کہ وہ سر منڈائے اس نے کہا میں اس حکم کی تعمیل نہیں کر سکتی جب تک کہ تو مردوں کو بھی ڈاڑھی منڈوانے کا حکم نہ دے۔ کیونکہ عورتوں کے سر کے بال مردوں کی ڈاڑھی کی طرح ہیں۔ اس پر شیخ نجدی مبہوت ہو گیا۔

ایک اور حدیث میں حضور علیہ السلام نے ان لوگوں کو مژدہ دیا ہے۔ جو ان مبتدعین کو ہلاک کریں یا ان کے ہاتھ سے مارے جائیں۔

یہاں تمام احادیث کے ذکر کرنے کی گنجائش نہیں۔ علامہ سید علوی بن احمد بن حسن بن القطب السید عبداللہ الحداد باعلوی نے اپنی کتاب **جلاء الظلام فی الرد علے النجدی الذی اضل العوام** میں جو شیخ نجدی کے رد میں بہت بڑی کتاب ہے۔ بہت سی احادیث بیان کی ہیں اور شیخ الاسلام مولانا السید احمد بن زینی دحلان مفتی بیت اللہ الحرام نے **الدرر السنیہ فی الرد علے الوہابیہ** میں بھی ذکر کی ہیں۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ مصری کتب خانہ کشمیری بازار لاہور سے مل سکتا ہے۔

ے نجد کی مذمت بیان فرمانے میں کوئی شک نہیں۔ صرف گمان اس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ سلم نے تیسری بار عرض کرنے پر فرمایا یا چوتھی بار۔

فرقہ وہابیہ کی ابتدا اور تعداد

کتاب مذاہب اسلام[1] کے صفحہ ۶۴۷ میں لکھا ہے۔ کہ شیخ نجدی کی مذہبی تبلیغ کی ابتداء ۱۱۴۳ھ سے ہوئی۔ یعنی اُن کے مذہب کو دنیا میں شروع ہوئے صرف دو سو سال ہوئے ہیں۔ ہندوستان میں اس مذہب کو سید احمد صاحب رائے بریلی ۱۸۲۲ء میں لائے۔ محمد اسمٰعیل صاحب نے ان کی تقلید کی پس یہاں اس کی عمر سو سال کی ہے۔ اسلام کو ہندوستان میں داخل ہوئے نو سو برس ہو چکے ہیں۔ ہمارے پاس تمام ہندوستان کی مردم شماری کے فرقہ وار اعداد و شمار نہیں نہ عرب کے معلوم ہیں۔ ہاں مذہب خیز ملک پنجاب کی تازہ رپورٹ موجود ہے اس سے اس فرقہ کی تعداد اور اس کی قدامت معلوم ہو سکتی ہے۔

پنجاب میں اسلام کو گیارھویں صدی عیسوی کی ابتدا سے استحکام حاصل ہوا۔ یہ دینِ حقہ ساڑھے تیرہ سو سال سے دنیا میں نور ریز ہے۔ کوئی بے وقوف سے بے وقوف شخص بھی (سوائے اس کے جس کو شیخ نجدی کی طرح ملہم کرنے کا باطل دعوےٰ ہو) یہ نہیں کہہ سکتا کہ اسلام متصل مذہب نہیں۔ ہم نے جس طرح اپنے آبا و اجداد کو قران و نماز و دیگر ارکانِ اسلام ادا کرتے دیکھا۔ اسی طرح ہم ملت حنیفہ کے پیرو ہوئے اس لئے **کوئی نئے فرقہ کا پیرو اگر اپنی تین چار پشت پر نظر کرے گا تو اسے اپنے اجداد میں نہ کوئی اہلحدیث دکھائی دیگا نہ احمدی نہ نیچری نہ چکڑالوی۔** اگر اس کے باپ دادا نو مسلم تھے تو بھی اگر نہ تھے تو بھی اسے حنفی ہی نظر آئیں گے۔ ان جدید فرقوں کے اعداد خود ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ ان کی ابتدا اسلام سے صدیوں بعد ہوئی ہے۔ اور

---

[1] ہم نے اس کتاب سے بہت سی باتیں فرقہ وہابیہ کے متعلق اخذ کی ہیں۔ فرقۂ مذکور کے واقعات کتاب "مرآۃ الرضیہ فی کرۃ الارضیۃ"۔ دیکھو "نزہتہ الناظرین فی مسجد الاولین والآخرین" تالیف جعفر بن اسماعیل حسنی مدنی"۔ "تاریخ ہندوستان مولفہ شمس العلماء ذکاء اللہ صاحب"۔ "تذکرہ شمع انجمن"۔ "کتاب التوحید"۔ "صراط مستقیم"۔ "تقویۃ الایمان" اور فرقہ وہابیہ کی اپنی لکھی ہوئی کتابیں جو ریاست رامپور کے کتبخانہ میں ہیں۔ کتاب مذکور میں درج شدہ حقائق کی صحت کی ذمہ دار ہیں۔

صرف ہیں ہوئی ہے۔ جہاں اسلامی شان و شوکت کو زوال شروع ہوا۔ اور مذہبی آزادی نے لامذہبی کا دروازہ کھول دیا دیکھو **کابل** میں قانونِ اسلامی نافذ ہے۔ وہاں لامذہبی کو فتور برپا کرنے کی مجال نہیں۔ ابتدا سے آج تک وہ ملت حنیفہ ہی کے پابند ہیں +

امام اعظم حضرت ابو حنیفہ رح ۱۵۰ھ میں۔ امام مالک ۱۷۹ھ میں۔ امام شافعیؒ ۲۰۴ھ میں اور امام احمد بن حنبل ۲۴۱ھ میں انتقال فرما گئے۔ ان چاروں اماموں کے مذاہب کے اصول میں کوئی اختلاف نہیں۔ اسلامی فتوحات کی وسعت اور مختلف قوموں کے حلقہ بگوش یا تابع اسلام ہونے سے نئے نئے مسائل پیش آئے جن کا حل ہر ایک امام نے نیک نیتی سے کر کے ثواب دارین حاصل کیا۔ اور تمام امتِ محمدیہ کا چاروں مذاہبِ حقہ پر اجماع ہو گیا۔ بعد والوں کو زمانہ نبوی سے بُعد کی وجہ سے نہ ان جیسے تفقہ کا پایہ حاصل ہوا نہ ضرورت رہی لہذا تیسری صدی کے بعد عالمانِ دین نے ان کی تقلید ہی میں ذریعۂ نجات سمجھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب بارھویں صدی میں شیخ نجدی نے خودرائی سے کام لیا۔ تو دنیا کے عالمانِ دین مخالفت میں اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس کی کفریات پر اظہار نفرت کیا۔

اب کوئی اہل حدیث یا اور نئے فرقے والا لاکھ طرح دھوکا دے اور اپنے آپ کو اسی مذہب کا پابند بتائے جو قرنِ اوّل میں تھا۔ مگر وہ اہل بصیرت کہ جن کو تاریخ مذاہب سے واقفیت ہے۔ جُل نہیں دے سکتا۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ پنجاب میں اہل حدیث کی تعداد اس وقت ساٹھ ہزار کے قریب ہے۔ جو صرف دس سال میں حنفیوں کی بے پروائی اور غفلت کی وجہ سے دوگنی ہوئی ہے۔ اس سے پہلے بہت ہی کم تھی اور سو سال پہلے صفر تھی۔ پس سو سال کے عرصہ میں صفر سے ترقی کر کے آج ساٹھ ہزار کی تعداد حاصل کرنا ظاہر کر رہا ہے۔ کہ اہل حدیث بالکل نیا فرقہ ہے اور قرونِ اُولیٰ اسلامیہ میں اس کا کچھ پتہ نہیں۔

برخلاف اس کے مذہبِ حنفیہ کو دیکھیں کہ ہندوستان میں نامِ حق کی منادی کرنے کے لئے یہی مذہب آگے بڑھا اور باوجود تفرقہ پرداز آزاد طبائع لوگ (شیعہ وغیرہ) ملتِ حنیفہ سے بتعداد ۳ لاکھ ۹۴ ہزار الگ ہو گئے ہیں۔ پھر بھی اس کے متبعین

کی تعداد ایک کروڑ-۲۶ لاکھ-۵ ہزار اور ۴ سو ۲۷ ہے۔ یعنی نوّے میں سے ستانوے سے زیادہ اب بھی حنفی ہیں اور بے ادب فرقے باوجود طرح طرح کی فریب کاریوں اور تقیہ کے اب بھی تین فی صدی سے کم ہیں۔

ان تمام حقائق سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ سوائے ملتِ حنفیہ کے تمام دیگر فرقے جدید ہیں اور ان کو اسلام سے بہت دُور کی نسبت ہے +

مذہب نجدی

نجدی اپنے آپ کو حنبلی کہتے تھے مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ کسی مذہب کے پابند نہ تھے۔ انہوں نے تمام کتب فقہ و تفاسیر جلادی تھیں۔ قرآن کے معنے اور تفسیر اور زکواۃ کی تقسیم اپنی رائے کے مطابق کرتے۔ بعد از نماز دعا نہ مانگتے۔ مسلمانوں کو کافر کہتے اور ان کا قتل مباح جانتے تھے۔ ان کا عمل احادیث۔ اقاویل صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین اور اجماع قیاس صحیح کے خلاف تھا۔ ایک دفعہ ایک شخص نے جو شیخ نجدی کی گرفت سے باہر تھا۔ اسے اجماع امت کے خلاف نیا مذہب اختیار کرنے اور تمام دنیا کے علماء و فضلا کو کاذب سمجھنے پر ایک دل آویز مثال سے جھوٹا ثابت کیا۔ اس نے کہا۔ کہ اگر ایک ایسا شخص جس پر تجھے یقین ہو کہ وہ دیندار اور امین ہے بیان کرے کہ پہاڑ کے نیچے ایک فوج تجھ پر حملہ کرنے کے لئے کھڑی ہے۔ تو ہزار سوار ان کے مقابلہ کے لئے روانہ کرے مگر وہ تجھے آکر بتائیں کہ وہاں غنیم کا نام و نشان بھی نہیں + اور فی الواقع وہاں کوئی موجود بھی نہ ہو۔ تو کیا ان ہزار سواروں کو سچا سمجھے گا۔ یا اس شخص کو جس پر تجھے صادق ہونے کا اعتبار تھا۔ نجدی نے جواب دیا مجھے ہزار ہی کو سچا سمجھنا ہوگا۔ اس پر شخص مذکور نے کہا۔ کہ تمام مسلمان علمائے گذشتہ و موجودہ اپنی کتابوں میں تیرے اقوال کی تکذیب و رد کرتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہوا کہ ہزارہا اشخاص کی بات مانیں اور تجھے ویسا ہی کاذب سمجھیں جیسا کہ تو ایک شخص کو بمقابلہ ہزار جھوٹا سمجھنے پر مجبور ہوا۔ پھر شخص مذکور نے شیخ نجدی سے توسل (وسیلہ پکڑ کر بارگاہ الٰہی میں دعا مانگنے) پر گفتگو کی اور کہا حضرت عمرؓ نے قبل پیدائش نبی صلی اللہ و آلہ وسلم سے حضرت آدم کے توسل کی حدیث روایت کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے یہ بنانے

کے لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرنے کے علاوہ صلحاء امت سے بھی توسل جائز ہے طلب بارش کے لئے حضرت عباس رضی اللہ عنہ عم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے بارگاہ الٰہی سے نزولِ بارانِ رحمت کی دعا مانگی جو قبول ہوئی اور خوب مینہ برسا جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے نجدی اس کا بھی کچھ جواب نہ دے سکا اور مبہوت و حیران رہ گیا۔

شیخ نجدی نے دلائل الخیرات وغیرہ درود کی کتابیں جلادی تھیں اور اپنے متبعین کو کتب فقہ و تفسیر و حدیث کے مطالعہ سے منع کرتا تھا۔ ہر پیرو کو اجازت دیدی تھی۔ کہ قرآن کریم کی تفسیر اپنے فہم کے مطابق کرے۔ ائمہ اربعہ کے اکثر اقوال کو کہہ دیا کرتا تھا۔ کہ وہ ہیچ ہیں۔ کبھی اشتباہ ڈالتا اور کہتا تھا کہ امام تو حق پر ہیں مگر ان کے متبعین علماء جنہوں نے مذاہب اربعہ میں کتابیں تالیف کی ہیں گمراہ ہیں۔ اور انہوں نے دوسروں کو بھی گمراہ کیا ہے۔ کبھی کہتا تھا۔ شریعت تو ایک ہی ہے ان لوگوں نے چار مذہب کیسے بنا لئے ہم تو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ پر ہی عمل کرتے ہیں۔ کسی مصری یا شامی یا نجدی کے قول کی پیروی نہیں کرتے اس سے اس کی مراد اکابر علمائے احناف و حنابلہ وغیرہ ہیں جنہوں نے اس کے رد میں کتابیں لکھیں۔ قصہ مختصر شیخ نجدی کے نزدیک حق وہی تھا جو اس کی خواہش کے مطابق ہو۔ اگرچہ نصوص شرعیہ و اجماع امت کے مخالف ہو۔ اور باطل وہ تھا جو اس کی خواہش کے مطابق نہ ہو۔ اگرچہ وہ نص جلی سے جس پر اجماع امت ہو ثابت ہو۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیصِ شان مختلف عبارتوں سے کرتا تھا اور سمجھتا تھا کہ میرا قصد محافظتِ توحید ہے۔ مثلاً حضور کو طارش (ایلچی یا ڈھنڈورچی) کہنا یا عصا کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مفید تر بتانا وغیرہ جس پر علمائے امت نے لکھا کہ یہ اقوال چاروں مذاہب میں کفر ہیں

شیخ نجدی اور اُس کی جماعت کے اعتقادات فاسدہ

شیخ نجدی پہلا شخص تھا جس نے تقلید سے منہ موڑ کر اپنی رائے کی پیروی کی اور کہا۔ کہ جب مجھے علم اور عقل ہے تو میں کیوں کسی کی بات مانوں۔ میں قرآن و حدیث کے وہی معنی کرونگا جو میری سمجھ اور مرضی کے مطابق ہونگے۔ شیخ نجدی کے گروہ کا

عقیدہ ہے (۱) کہ خدا بھی بادشاہوں کی طرح محلات میں مکین ہے گو یا وہ بھی جسم رکھتا ہے (۲) معاذ اللہ وہ جھوٹ بھی بولتا ہے۔ چنانچہ واقعہ حدیبیہ میں اس سے کئی جگہ دروغ واقع ہؤا (۳) کہ خدا کی توحید اور حمد بیان کرتے وقت جائز ہے کہ انبیاء کی حقارت کی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء مردہ ہیں حضور علیہ السلام سے عصا زیادہ نفع بخش ہے۔ کہ اس سے دشمن کو مار سکتے ہیں۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اب کوئی نفع حاصل نہیں ہو سکتا۔ (۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم المرسلین نہیں ہیں۔ (۵) پیغمبر معصوم نہیں ہوتے وہ ہماری طرح ہی بشر ہونے کی وجہ سے ہمارے بھائی ہیں۔ (۶) جناب سرور کائنات ایک طارش (ڈھنڈورہ پیٹنے والے) تھے جو اعلان حق کر کے چلے گئے۔ ہمارے سینہ میں حق شناس دل ہے۔ یہ جس طرح رہنمائی کرے گا ہم کتاب اللہ پر عمل کرینگے۔ (۷) پیغمبروں کے مزارات کی زیارت کرنا بھی بت پرستی ہے ان میں کچھ نہیں ہوتا (۸) پیغمبروں سے بھی توسل جائز نہیں حالانکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارش کے لئے بوسیلہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ عم رسول صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگی تھی جو قبول ہوئی۔

(۹) پیغمبر کی مجال نہیں کہ خدا کے سامنے کسی کی شفاعت کر سکیں۔

عبرت سنا ہے کہ جب کوئی آغا خانی مرتا ہے تو اس کے پیر کی عطا کردہ کلید بہشت قبر میں بمعہ ایک رقعہ بنام جبرئیل رکھ دی جاتی ہے۔ کہ اسے بہشت میں جگہ دے دے۔ شیخ نجدی نے بھی جاہلوں کو اپنے جال میں پھنسانے کے لئے ایسا ہی وطیرہ اختیار کیا تھا۔ ہر سپاہی کو جو قتال مسلمین کے لئے بھرتی ہوتا تھا بہشت کا پروانہ راہداری عطا کیا جاتا تھا۔ اس لئے وہ بڑے جوش سے مسلمانوں کو قتل کرتا تھا۔ کہ اگر مارا بھی گیا تو سیدھا بہشت کو جائے گا۔ مقام عبرت ہے کہ نجدی پیغمبروں کی شفاعت کا تو انکار کرے اور خود ایسا خدائی فوجدار بن جائے کہ پروانہ بہشت عطا کر سکے۔

نجدی وہابیوں کا عروج وزوال

محمد بن عبد الوہاب ۱۱۱۵ھ میں بمقام عینیہ واقع ملک نجد پیدا ہؤا اور ۱۲۰۷ھ میں مر گیا۔ ۹۲ سال کی عمر پائی۔ یہ قوم بنی تمیم میں سے تھا۔ اس کا والد باختلاف اقوال

صالح آدمی تھا اور بھائی بھی اس سے تمام عمر بیزار رہا۔ جو آخر تنگ آ کر مدینہ منورہ میں جا مکین ہوا۔ اس کے استاد شیخ محمد سلیمان کردی شافعی اور شیخ محمد حیات سندی حنفی وغیرہ تھے۔ استاد اس کی حرکات دیکھ کر فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ ملحد ہو جائیگا اور اس کی برائی بیان کرتے رہتے تھے۔ اسی طرح عبد الوہاب اور سلیمان بن عبد الوہاب اس کی بری باتوں کا اظہار کرتے رہتے تھے۔ محمد بن عبد الوہاب ابتدا ہی سے مسیلمہ کذاب اور دیگر مدعیان نبوت کے اخبار زیر مطالعہ رکھتا تھا وہ دعویٰ نبوت تو نہ کر سکا مگر اپنے شہر کے لوگوں کو انصار اور باہر سے آئے ہوؤں کو مہاجرین کے نام سے پکارتا تھا۔ وہ باوجود استادوں کی صحبت میں رہنے کے جاہل تھا علماء نے جو رسالے اس کے رد میں اس کی زندگی میں لکھے وہ ان کا رد نہیں کر سکا چنانچہ علامہ **شیخ محمد بن عبد الرحمان** نے اپنے رسالہ **الهکم المقلدین بدعی تجدید الدین** میں نجدی کے مسائل پر ایراد کرتے ہوئے کئی سوالات علمی کئے جس کے جواب سے شیخ نجدی عاجز رہا۔

جب شیخ نجدی کے ہاں مجمع کثیر ہونے لگا تو اس کی شہر کے حاکم سے مخالفت ہو گئی اس لئے وہ درعیہ کے زبردست رئیس **محمد بن سعود** کے پاس جا پناہ گزین ہوا۔ یہ رئیس بنی حنیفہ میں سے تھا۔ اس نے ابن عبد الوہاب کی بیٹی سے شادی کر لی اور اس کے مذہب کو بڑی تقویت دی چنانچہ مسلمانوں کی جتنی خونریزی ہوئی اُس کا وبال شیخ نجدی کے علاوہ رؤسائے درعیہ پر بھی پڑے گا جنہوں نے حرمین شریفین میں بڑی بڑی بے ادبیاں کیں اور طائف و مدینہ کے باشندوں کو لوٹ لیا۔

ابن عبد الوہاب اور **ابن سعود** دونوں خسر داماد ایک ہی سال (۱۲۰۷ھ) میں مرے۔ اول الذکر کے چار بیٹے تھے (۱) عبد اللہ۔ علی۔ حسن۔ اور حسین۔ عبد اللہ کے دو بیٹے عبد الرحمن اور سلیمان تھے۔ عبد الرحمن مصر میں مرا اور متعصب سلیمان ابراہیم کے ہاتھوں۔ حسین کی نسل درعیہ میں اولاد شیخ کے نام سے مشہور ہے۔ ابن سعود کا جانشین **عبد العزیز** ہوا جو بڑا مشہور وہابی تھا۔ اس نے وہابی مذہب کی بڑی اشاعت کی کربلا کی نماز نگری بھی اس کے عہد میں ۱۲۱۶ھ میں

ہوئی۔ ایران کا بادشاہ **آقا محمد خاں قاچار** بھی اس سے دب گیا۔ آخر اس نے ایک شیعہ **عبد القادر** کو جو جیلاں کا باشندہ تھا۔ اس کے قتل پر مامور کیا جو اس کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوا اور موقع پا کر اسے درعیہ میں بحالتِ نماز در سنہ ۱۲۱۸ھ قتل کر ڈالا۔ عبد العزیز کا جانشین اس کا بیٹا **سعود** ابو الشارب ہوا جو بڑا زبردست وہابی حکمران اور سپاہ سالار تھا۔ اس کی حکومت حجاز وغیرہ پر نو برس رہی جو آخر چھن گئی جب یہ ۶۸ برس کی عمر میں در سنہ ۱۲۲۹ھ مرا تو اس کا برگشتہ بخت بیٹا **عبد اللہ** قائم مقام بنا مگر اسے سلطانی لشکر نے بمعہ امراء ۱۲۳۳ھ میں قید کر لیا۔ اور **قسطنطنیہ** میں لے جا کر قتل کر دیا گیا۔ اس مقتول کا بیٹا **ترکی** بھی ریاض کی طرف مارا مارا پھرا اور مارا گیا۔ پھر اس کے بیٹے **فیصل** نے ریاض میں حکومت قائم کی جب ۱۲۸۳ھ میں مرا۔ تو اس کا بیٹا **عبد اللہ** والئی ریاض ہوا۔ نجدیوں کی فوجی قوت ٹوٹ گئی۔ انہوں نے چند سالہ حکومت میں چنگیزی حکومت اور سکھا شاہی کو مات کر دیا۔ مگر قدرت نے جلد ہی انکی قوت توڑ دی ؛

شیخ نجدی کا چھٹی صدی کے بعد کے بزرگوں کو کافر کہنا

شیخ نجدی کی خود رائی اتنی بڑھ گئی تھی کہ وہ اپنے مقابلہ میں سب کو ہیچ سمجھتا تھا اور وہ اپنے زعم فاسد میں سب سے زیادہ عالم تھا۔ چنانچہ وہ اپنے ششش صد سالہ پیشروں کو کافر کہتا تھا۔ جس شخص کو اپنے حلقہ میں داخل کرتا تھا اس سے کہتا تھا کہ وہ اقرار کرے کہ وہ اور اس کے باپ دادا کافر تھے۔ اور فلاں فلاں عالم کافر ہے۔ اور اب توبہ کر کے وہ شخص داخلِ اسلام ہوتا ہے۔ جو شخص ایسا نہ کہتا اور وہ قتل کر دیا کرتا تھا۔ اگر اس کا کوئی مرید حاجی ہوتا تو اسے کہتا کہ تیرا پہلا حج چونکہ حالتِ شرک میں ہوا اس لئے مقبول نہیں۔

شیخ نجدی کے بھائی سلیمان نے ایک دن اسے پوچھا کہ ارکانِ اسلام کتنے ہیں۔ اس نے کہا کہ پانچ اس نے کہا غلط کہتے ہو بلکہ چھ ہیں۔ تم کہتے ہو کہ جو تمہارا اتباع نہ کرے وہ کافر ہے پس یہ چھٹا رکن ہوا۔

ایک اور شخص نے اس سے پوچھا کہ خدائے تعالیٰ نے رمضان شریف کی

ہر شب کتنے لوگوں کو بخشتا ہے۔ نجدی نے جواب دیا ایک لاکھ کو اور آخری رات تیس لاکھ کو۔ شخص مذکور نے پوچھا کہ تمہارے پیرو تو اس تعداد کا عشر عشیر بھی نہیں۔ اور باقی سب تمہارے کہنے کے مطابق ناقابل بخشش ہیں۔ تو وہ کون سے مسلمان ہیں جن کی اتنی بڑی تعداد میں مغفرت ہوتی ہے۔ یہ سن کر نجدی کچھ جواب نہ دے سکا اور فبهت الذی کفر کا مصداق بن گیا۔

ایک اور شخص نے شیخ نجدی سے پوچھا کہ جس دین کی تعلیم پر تم کمربستہ ہو وہ متصل ہے یا منفصل۔ اس نے جواب دیا کہ مشائخ اور ان سے پہلے مشائخ علی الاتصال مشرک تھے۔ سائل نے کہا کہ جب یہ دین منفصل قرار پایا تو تم نے دین کہاں سے لیا۔ جواب دیا۔ کہ خضر علیہ السلام کی طرح وحی والہام سے۔ سائل نے کہا۔ کہ اگر شرع میں ایسا دعویٰ مسموع ہوتا۔ تو ہر ایک شخص الہام ووحی کا دعویٰ کر سکتا اور دین جدید کی دعوت دے سکتا۔

شیخ نجدی کا ایک نابینا کو درود پڑھنے پر قتل کرا دینا

حضور علیہ السلام کے روز ولادت کی خوشی میں دوشنبہ کی عشا کو ۷۸۱ھ میں بآواز بلند درود پڑھا جانا شروع ہوا۔ پھر جمعہ کے دن پھر دس سال کے بعد تمام نمازوں میں سوائے مغرب کے پھر نماز مغرب کے بعد بھی دو بار پڑھنے لگے۔ اس طرح درود شریف پڑھا جانا مستحسنات متاخرین سے ہے۔ اس کا اجرا شیر اسلام سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے حکم سے ہوا تھا۔

نجدی نے حکم دے دیا کہ کوئی شخص حضور علیہ السلام پر درود نہ پڑھے وہ کہتا تھا۔ قرآن شریف میں جو حکم صلوٰۃ آیا ہے۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تک کے لئے تھا اب جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے درود پڑھنا سخت گناہ ہے اور یہ گناہ زنِ زانیہ کے سرود سے صدہا مرتبہ بڑھ کر ہے۔ نعوذ باللہ من شرور نجدیہ۔

درعیہ میں جہاں نجدی کا حکم خوب نافذ تھا۔ ایک عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس کی چشم دل چشم سر سے بینا تر تھی۔ اذان کے بعد مینارِ مسجد پر بآواز بلند حضور علیہ السلام پر درود پڑھا کرتا تھا۔ نجدی نے اسے منع کیا اس نے جواب دیا

کہ تم یہود کی طرح حسود ہو۔ جو سرورِ دو جہاں پر درود بھیجنے سے منع کرتے ہو۔ میں یہ حکم ماننے کو تیار نہیں۔ نجدی نے کہا میں تمہیں قتل کرا دوں گا۔ اس نے کہا زہے نصیب کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہوئے جان دوں ؎

دمِ واپسیں کن مرا سرخرو   روم پیش احمد بریدہ گلو

یہ سن کر نجدی آگ بگولا ہو گیا اور کہا ؎

ترا چشم کور و ترا بخت کور   بہ پیشم چہ سازی تو غوغا و شور

درود پڑھنے سے باز آ یا مرنے کے لئے تیار ہو جا۔ اس روشن ضمیر موذن نے کہا ؎

زکیشِ تو ما را بود اختلاف   وگر سینۂ من شگافی شگاف

یہ سن کر نجدی نے جلاد کو حکم قتل دیا اور اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جسمِ مبارک امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرح خاک و خوں میں تڑپتا نظر آیا ؎

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن   خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے نجدیوں کی ممانعت

شیخ نجدی نے اپنا مذہب تلوار کے زور سے قائم رکھا تھا۔ مگر عاشقانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حکم باطل کو کب خاطر میں لاتے تھے۔ اس کو حضور علیہ السلام سے جو عداوت تھی۔ وہ اس سے ظاہر ہے کہ اس نے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مقدسہ پر حاضر ہونے سے منع کر دیا تھا۔ جب اسے معلوم ہوا کہ مسلمان شوق زیارت میں اس کے حکم کی پروا نہیں کرتے۔ تو اس نے ان کی توہین و تذلیل پر کمر باندھ لی۔ اسے معلوم ہوا کہ الحصاء سے ایک قافلہ زیارتِ مدینہ کو روانہ ہوا ہے وہ اس کی تاک میں رہا جب وہ لوگ درعیہ کے پاس پہنچے نجدیوں نے انہیں گرفتار کر لیا اور ان کی مونچھیں اور ڈاڑھیاں اکھاڑ کر ان کو بارکش گدھوں پر الٹا سوار کر کے واپس وطن کو روانہ کر دیا جہانکہ وہ بڑی مصیبت اور ذلت و خواری سے پہنچے۔ اگر نجدیوں کو کچھ بھی اسلام سے تعلق اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہوتی تو وہ ایسا فعل کبھی نہ کرتے۔ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام

قبروں میں زندہ ہوتے اور نماز پڑھتے ہیں۔ اور ان کے اجسام مبارکہ خاک پر حرام ہیں قرآن شریف سے شہیدوں کی حیات ثابت ہے۔ پس انبیاء جو تمام اوصاف کے جامع ہوتے ہیں اور جن کا مرتبہ شہداء و صدیقین سے بڑھ کر ہے کس طرح مُردہ کہے جاسکتے ہیں پس جب وہ بنصِ قرآنی زندہ ٹھیرے تو اُن کو مُردہ کہہ کر اُن کی زیارت سے منع کرنیوالا خود مُردہ و جہنم سپردہ ہے۔ بیہقی نے کتاب حیات الانبیاء میں اور علامہ سیوطی نے انتباہ الاذکیا بحیوٰۃ الانبیاء میں خوب طرح بحث کر کے حیاتِ انبیاء کو ثابت کیا ہے حضور علیہ السلام کے کئی اقوال مبارکہ سے زیارت روضہ النبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تاکید ثابت ہے۔ مگر نجدیوں کا فرقہ ضال و مبتدع کب حضورؐ کی سنتا ہے۔ اس کا تو اصل اصول ہی حضورؐ کی بے ادبی اور کسر شان ہے۔ خدا ان کے شر سے مسلمانوں کو بچائے

وہابیوں کو مکہ میں داخل ہونا کیوں ممنوع قرار دیا گیا

شیخ نجدی کے ظہور کرنے اور اس کے فسادِ عقائد کی افواہیں حرمین شریفین میں پہنچ چکی تھیں مگر ان کی تصدیق نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے سعید کے بیٹے مسعود نے جو ۱۱۴۶ھ میں امیر مکہ ہوئے علماء نجد کو مکہ میں آنے کی اجازت دے دی جب علماء مکہ سے ان کا مناظرہ ہوا تو ان کو مسخرہ اور ان گدھوں کی طرح پایا جو شیر سے بھاگتے ہیں۔ اور ان کے عقائد کو کفریات پر مشتمل پایا۔ ان سے کہا گیا کہ ان عقاید سے توبہ کریں مگر انہوں نے انکار کیا اس لئے ان کو قید کر دیا گیا۔ کچھ بھاگ کر درعیہ جا پہنچے مسعود کے بعد ان کے بھائی مساعد ۱۱۶۵ھ میں شریف مکہ ہوئے ان کے عہد میں بھی نجدیوں نے حج پر آنے کی کوشش کی مگر اس خیال سے کہ وہ لوگوں کے عقاید کو فاسد کریں گے۔ اجازت دی گئی۔ جب سعید کے تیسرے بیٹے احمد ۱۱۸۴ھ میں شریف مکہ ہوئے تو انہوں نے داخلہ کی اجازت دے دی مگر امتحان کرنے پر معلوم ہوا کہ ان کے عقائد اور بھی بگڑ چکے ہیں اور وہ زندیقوں سے ملتے ہیں اس لئے ان کو نکال دیا گیا۔ احمد کے بھتیجے سرور نے دو سال بعد امارت مکہ سنبھالی تو انہوں نے ایک شرط پر داخل ہونے کی اجازت دی جو وہابیوں نے منظور نہ

کی بست ۱۲۰۲ھ میں **غالب** برادر سرور شریف ہوئے انہوں نے بھی نجدیوں کو مسلمانوں میں فتنۂ وہابیہ کے شیوع کے خوف سے اجازت حج نہ دی۔ اس پر انہوں نے ویسا ہی شور و شر برپا کیا۔ جیسا کہ کابل میں قادیانیوں کو بار نہ ملنے پر ہو رہا ہے اور تمام مسلمان امیر کابل کو حق بجانب قرار دے رہے ہیں۔ کیونکہ کابل کا اس وقت تک مذہب حنفی ہے اور کسی نئے پیدا شدہ مذہب کو دخل نہیں اس لئے وہ قومی و ملتی اتفاق کی برکت سے اعدا پر غالب ہیں اگر وہ ہر کس و ناکس کو کابل میں آنے اور اختلافِ عقائد سے فساد برپا کرنے کی اجازت دے دیں تو اتفاق و یکجہتی ویسے ہی رخصت ہو جائے جیسا کہ سرزمین پنجاب کے مسلمانوں سے ہوئی۔ پس شریف مکہ وہابیوں کو داخل نہ ہونے میں ویسے ہی حق بجانب تھے جیسا کہ غازی امیر امان اللہ خاں ہیں۔ افسوس ہے روزنامہ زمیندار کی بے اصولی پر کہ وہ قادیانیوں کو تو کوستا ہے اور نجدیوں کی مدحت سرائی اس نے اپنا شعار بنا لیا ہے۔

کربلائے معلّٰی کے مکینوں پر نزولِ کرب و بلا

جب ابن عبدالوہاب اور اس کا داماد ابنِ معود ۱۲۰۶ھ میں مر گئے۔ تو عبدالعزیز اُس کا بیٹا قائم مقام ہوا۔ اُس نے فوج وہابی کو آگے بڑھایا۔ اور زبیرہ سوق شیوخ اور **نجف** کو فتح کر کے بیس ہزار فوج سے کربلا پر حملہ آور ہوا۔ اس سپاہ کا سردار عبدالعزیز کا بیٹا **سعود** تھا۔ ۱۷۔ **ذوالحجہ** ۱۲۱۶ھ مطابق ۱۸۰۲ء کی صبح کو فوج داخل کربلا ہوئی۔ حکم ملا۔ کہ کافروں اور مشرکوں کو مارو اور قتل کرو۔ چنانچہ چھ گھنٹے قتل و غارت کا بازار گرم رہا۔ سات ہزار کربلائی تہ تیغ ہوئے۔ ان میں فخرالدین عبدالصمد ہمدانی مولفِ "بحرالمعارف" بھی تھے۔ روضۂ امام عالی مقام کو بھی توڑ پھوڑ دیا اور درگاہ کا خزانہ لوٹ کر درعیہ کو لے گئے

وہابیوں کا طائف کو لوٹنا

عین اُس وقت جبکہ عساکر ترکیہ مصر میں فرانسیسیوں کے حملہ کو روکنے میں مصروف تھے اور شریف مکہ یکے بعد دیگرے فوت ہو چکے تھے۔ نجدیوں نے ۱۲۱۷ھ

مطابق ۱۸۰۲ء میں طائف شریف پر حملہ کر دیا۔ اُس وقت تک مسلمانوں کو نجدیوں کے عقائد باطلہ کی خبر نہ تھی۔ وہ یہی جانتے تھے۔ کہ یہ لوگ بڑے پکے توحید پرست مسلمان ہیں نماز روزہ کے پابند ہیں محرماتِ شرعیہ سے مُجتنب رہتے ہیں۔ اس لئے ان کو طائف میں کامیابی حاصل ہو گئی۔ اگر نجدی واقعی مسلمان ہوتے۔ تو طائف شریف کی حرمت نہ توڑتے اور مسلمانوں کو نہ لُوٹتے۔ مگر اُنہوں نے اہلِ طائف کو جو مقابلہ کر سکتے تھے وعدۂ امن دیا۔ مگر جب ان کو بے دست و پا کر لیا تو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ کسی ایک کی گردن اُڑا کر اور کسی ایک کو برف میں ڈال کر مار ڈالا۔ بلکہ لکھا ہے کہ؎

بمسجد کہ بودند اندر نماز / بہ پیشِ خداوند با صد نیاز
بکشتند در حالتِ سجدہ شاں / بسے تن بگشتند ازاں بے سراں
ہمہ طائفی خستہ وکشتہ شد / زکشتہ چو کوہِ گراں پشتہ شد
بکشتند ہم خورد زادانِ خوب / کہ عالم شد از ظلمِ شاں سینہ کوب
زبیداد کشتند اطفال را / بہ سرشاں زدہ تیغ و گوپال را

نیز لکھا ہے۔ کہ زن و بچّہ کو قتل و غارت کرنے کے بعد نجدیوں نے طائف کے کتب خانہ کو برباد کر دیا۔ اور قرآن و صحیحین کے نسخوں کو ایسا پامال کیا۔ کہ کوئی اُن کے فراہم کرنے پر قادر نہ ہوا۔ بعد ازاں بطور عذر کہہ دیا۔ کہ یہ کام بدوؤں نے کیا تھا۔ وہابیوں نے تین روز تک لُوٹ مار کا بازار گرم رکھا۔ اور جس طرح کفّار کے مالِ غنیمت کی تقسیم کی جاتی ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کے مال لُوٹ کر پانچواں حصّہ اپنے امیر کا نکال کر باقی سپاہ میں تقسیم کر دیا گیا۔

وہابیوں کی مکہ میں بے ادبیاں

طائف کو لُوٹنے کے بعد ذوالقعدہ میں وہابی ہزاروں کی تعداد میں مکّہ کو روانہ ہوئے۔ حج کر کے پھر محرم ۱۲۱۸ھ میں داخل حرم ہو گئے۔ سعود نجدی کی طرف سے اہلِ مکّہ کو صرف تین دن کی مہلت تھی جس میں شریف غالب مکّہ سے اُٹھ کر جدّہ کی طرف چلے گئے۔ باقی کو وہابی لوٹنے سے باز رہے۔ مگر قبہ مولد نبی صلعم۔ قبہ مولد ابو بکر صدیق رضؓ مولد علی ابن ابی طالب

؎ طائف شریف میں اب بھی وہابیوں نے انہی مظالم کا اعادہ کیا ہے۔

قبہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو نجدیوں نے گرا دیا۔ اور جہاں جہاں آثارِ صالحین تھے۔ اُن جگہوں کو منہدم کر دیا۔ ان آثار کے مٹانے پر وہ طبل بجا کر اظہارِ مسرت کرتے تھے اور قبروں کو بُری گالیاں دیتے اور ان میں پیشاب کرتے تھے۔ تین دن میں اُنہوں نے سب کچھ گرا کر فنا کر دیا۔

اس کو نظم میں یوں بیان کیا گیا ہے

بہ مکہ در آمد سعودِ دلیر	بار غندگی ہمچو غرندہ شیر
قیامت بہ مکہ نمود آشکار	کہ اسلام در مکہ گردید خوار
قُبب را شکستند واندا ختند	بآثارِ بزد و دغا باختند
ز آثار و قبہ نشانے نماند	بروئے مصلےٰ مکانے نماند

فتح مکہ معظمہ کے حالات میں نجدیوں نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ اسمیں وہ لکھتے ہیں۔ کہ "یا رسول اللہ" کہنا **شرک اکبر** ہے۔ جو یہ کلمات کہتا ہے وہ مُشرک ہے۔ **اس کا قتل حلال ہے۔ ہم نے تمام مقبرے اور گنبد توڑ ڈالے**۔ جن میں لوگ جمع ہو کر دعائیں کیا کرتے تھے۔ ان تمام منہدمہ عمارات میں **مکان بی بی خدیجہؓ** اور **قبۃ المولد** بھی شامل ہیں تاکہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ کسی شخص کی شان کی تعظیم ضروری نہیں۔ یہاں تک کہ اس بقعۂ پاک میں **اُن طاغوت کا نام باقی نہ رہا** اور تمام رسوم جاتے رہے" (مذاہب اسلام)

جب مکہ میں یہ بے ادبیاں ہو رہی تھیں۔ نجدیوں کا سردار **عبد العزیز** درعیہ میں مارا گیا۔ اس کا بیٹا سعود جدہ سے محاصرہ اُٹھا کر درعیہ کو چلا گیا۔ اور باپ کا قائم مقام ہوا۔ شریف غالب نے میدان خالی پا کر مع فوج سلطانی جو شریف پاشا کے ماتحت تھی پہنچ کر از سرِ نو قبضہ کر لیا۔ اور وہابیوں کو نکال دیا۔ مگر طائف ان کے قبضہ میں بدستور رہا۔ عثمان مضائفی ان کیطرف سے منتظم تھا۔ سعود درعیہ سے اپنی فوج لے کر حرمین کی طرف روانہ ہوا۔ اور بتدریج تمام حکومت شریف پر قبضہ کر کے سنہ ۱۲۲۰ھ میں پھر مکے کا رُخ کیا۔ اور اس کا ایسا سخت محاصرہ کیا۔ کہ اہلِ مکہ بھوکوں مرنے لگے۔ یہاں تک کہ

گئتے حلال کر کے کھا گئے۔ آخر کار شریف نے مغلوب ہو کر سعود کی اطاعت کر لی۔ شریف نے جو بزدلی دکھائی۔ اُس کی پاداش میں وہ آخر کار معزول کر کے قسطنطنیہ بھیجدیا گیا؛

نجدیوں کی مدینہ منورہ میں قلابازیاں

مکہ کو فتح کرنے کے بعد سعود وہابی مدینہ کی طرف بڑھا تاکہ وہاں تاخت و تاراج کا بازار گرم کرے۔ وہ لوگوں کو روضۂ مطہرہ رسول صلے اللہ علیہ وسلّم کی زیارت سے روکنے میں بڑی سعادت سمجھتا تھا۔ اُس نے اس مقدس مقام کو صنم اکبر (بڑے بُت) سے تشبیہہ دے رکھی تھی۔ اس لیے اُس نے ۱۲۲۱ھ میں وہاں پہنچ کر اپنے شیطانوں کو روضۂ مقدسہ پر چڑھایا۔ کہ کدال مار مار کر گرادیں۔ گمر ؎

دو یدند چوں شعلہ سوئے سقر　　جگر سوختہ چو دماغِ شرر

زبالا بقعرِ سقر آمدند　　بدوزخ رواں چوں شرر آمدند

یعنی جو اوپر چڑھتا تھا گر کر فی النار ہو جاتا تھا۔ یہ معجزہ دیکھ کر سعود نامسعود ہکّا بکّا رہ گیا اور اپنے ارادۂ بد کو بروئے عمل لانیکی جرأت نہ کرسکا۔ پھر بھی حجرۂ مبارکہ کے خزائن کو لوٹ لیا اور اہالیان مدینہ پر جزیہ مقرر کیا۔ اور مدینہ سے ساٹھ اونٹ بھر کر خزائن لے گیا۔ جب تک وہ مدینہ میں رہا مدنیوں کی توہین کرتا رہا۔ چنانچہ ایک عورت کو حقہ نوشی کے اتہام پر گردن میں حقہ ڈال کر گدھے پر سوار کر کے تشہیر کیا ؎

قبورِ ہمہ پیروانِ رسول　　کہ بودند در دین زاہل قبول

بکندید از کاوشِ طبعِ دُوں　　در آمد بقعرِ سقر سرنگوں

نمودار شد ردئے شاں از کفن　　نمودہ زخاک آں بہارِ چمن

نہ ترسید از قہرِ حق آں پلید　　کہ بر پشتِ او بود دیوِ مرید

الغرض قتل و غارت کے بعد اپنی طرف سے ایک شخص کو جس کا نام مبارک بن مضیان تھا والئی مدینہ مقرر کر کے خود درعیہ کو واپس چلا گیا +

سلطانِ روم کا فرمان محمدؐ علی خدیوِ مصر کے نام

آپ کو معلوم ہو چکا ہے۔ کہ شریف مکہ جدہ میں آمکین ہوا تھا۔ یہاں سے وہ وہابیوں پر اور وہابی اس پر حملے کرتے رہے مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ آخر جب سلطان روم کو وہابیوں کی بے ادبیوں کی اطلاع پہنچی تو سلطان المعظم مصطفےٰ رابع نے محمدؐ علی خدیو مصر کو ۱۲۲۲ھ میں حکم بھیجا۔ کہ وہ وہابیوں کو قرار واقعی سزا دے۔

محمدؐ علی دو سال سے سلطان کی طرف سے مصر کی گورنری پر مامور تھا مگر فرانس اور حبشیوں کے غلبہ کے سبب ابھی اسے مصر پر پورا اقتدار حاصل نہ ہوا تھا۔ اس لئے وہ وہابیوں کی سرکوبی کا فی الفور انتظام نہ کر سکا۔ جب تک کہ سلطان کے چند ادر تاکیدی خرابین موصول ہوئے۔ اسے مصر پر غلبہ حاصل ہو چکا تھا۔ پس اس نے ۱۲۲۶ھ میں بسر کردگی طوسون پاشا پسر خود جو سولہ برس کا تھا۔ وہابیوں کے دھوئیں بکھیرنے کو فوج روانہ کی اور سید احمد صاحب طحطاوی محشی درالمختار کو اس کے ہمراہ روانہ کیا۔

وہابیوں کا مدینہ میں تخم سوخت

طوسوں پاشا دو ہزار فوج لیکر سویز سے اُتر کر ینبوع پہنچا۔ اور قلیل مزاحمت کے بعد اسے تحت تصرف کر لیا۔ پھر وہ صفرا کی طرف بڑھا۔ یہاں اس کے ساتھ بہت سے قبائلِ عرب آملے۔ عثمان مضائقی طائف سے مقابلہ کو بڑھا۔ ذو القعدہ ۱۲۲۶ھ میں بمقام حدیدہ لڑائی ہوئی۔ قبائلِ عرب وہابیوں کی فتح پر انجام پذیر ہوئی۔ طوسوں نے ہمت نہ ہاری اور قریہ قصیبر میں متمکن ہو گیا۔ **محمدؐ علی** نے محرم ۱۲۲۷ھ میں بحر و بر کی طرف سے افواج و اموال روانہ کئے۔ طوسوں نے اموال و خلاع مشائخ عرب کی نذر کر کے انہیں مٹھی میں لے لیا۔ اس کی فوج تمام مقبوضات وہابیہ کو فتح کرتی ہوئی صفرا اور حدیدہ تک پہنچ گئی۔ اور اسے بھی ماہ رمضان بعد مقابلہ فتح کر لیا۔ پھر عسکرِ سلطانی مدینہ منورہ کی طرف بڑھا۔ نجدی شکست کھا کر شہر بند ہو گئے۔ مگر طوسون نے سرنگ اڑا کر ان کو جا لیا۔ اور

نجدی پندرہ سو کے پندرہ سو مارے گئے۔ اور یہ شہرِ مقدس ان کے قدمِ منحوس سے ماہ ذوالقعدہ ۱۲۲۷ھ میں پاک ہو گیا۔ اب تک ان کی کھوپریوں کا قبہ جسے قبۃ الرؤس کہتے ہیں۔ مدینہ میں بے ادبوں کی عبرت کے لئے موجود ہے ؎

دیدی کہ خونِ ناحقِ پروانہ شمع را ۔۔۔ چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

مکہ اور طائف سے وہابیوں کا اخراج

مدینہ منورہ کو وہابیوں کی آلائش سے پاک کر کے طوسون پاشا نہایت احتیاط سے براہِ دریا اوائل محرم ۱۲۲۸ھ میں جدہ پہنچا۔ اور اس پر تسلط جما کر مکہ معظمہ کی طرف بڑھا۔ سعود حج کر کے واپس چلا گیا تھا۔ اس کو خبر بھی نہ ہوئی۔ کہ طوسون بلغار کرتا آ رہا ہے۔ وہابی جو اپنے آپ کو مہاجر کہتے تھے۔ راتوں رات بھاگ گئے۔ جب سلطانی لشکر طائف کی طرف روانہ ہوا۔ وہابی وہاں سے بھی فرار اختیار کر گئے۔ ان کا سپہ سالار عثمان مضائفی زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ اور اس ظالم کو ذوالقعدہ ۱۲۲۸ھ میں مصر لے جا کر کوچہ و بازار میں پھرایا گیا۔ وہاں سے اسے قسطنطنیہ بھیج دیا۔ جب سلطان المعظم محمود ثانی کو اطلاع ہوئی۔ کہ لطیف آفندی مژدۂ فتح لے کر آ رہا ہے۔ تو جلالتمآب نے اعیانِ دولت کو حکم دیا۔ کہ وہ فوج لے کر اس کا استقبال کریں۔ چنانچہ وہ اسے لے کر بڑے تزک و احتشام سے داخلِ دارالخلافہ ہو گئے۔ خوشی میں توپیں سر کی گئیں۔ اور سلطان کی طرف سے لطیف آفندی اور محمد علی کو خلعتہائے فاخرہ عطا ہوئے۔ بعد ازاں مضائفی کو تشہیر کر کے اس کا چراغِ حیات گل کر دیا گیا۔

قبل اس کے کہ مضائفی مصر پہنچتا۔ محمد علی خدیو مصر جدہ آ چکا تھا۔ سعود نے جدہ میں خدیو کے پاس بدیں التماس سفارت بھیجی۔ کہ براہِ نوازش مضائفی کو واپس فرما دیں۔ میں ایک لاکھ ریال اس کا معاوضہ ادا کر کے صلح کرتا ہوں۔ خدیو نے کہا کہ وہ دارالخلافہ کو روانہ کر دیا گیا ہے۔ اب صلح اس صورت میں ہو سکتی ہے۔ کہ اول سے آخر تک سب مصارفِ جنگ ادا کرو۔ حجرہ مبارکہ کے خزائن واپس دو۔ اور تمام نقصانات کی تلافی کرو۔ اور اپنے آپ کو میرے حوالے

کردو۔ یہ شرائط اس نے منظور نہ کیں ✦

وہابیوں کی بیخ کنی

ربیع الاول ۱۲۲۹ھ میں محمد علی پاشا نے خشکی و تری سے قنفذہ کی جانب فوج روانہ کی۔ وہابیوں کے قبائل عسیر نے مقابلہ کیا۔ مگر شکست کھائی۔ محمود بے وامیر لشکر نے شکست خوردہ وہابیوں کو مارنے کی بجائے اُن کے کان کٹوا کر خدیو کے پاس بھیجے۔ اور خود قسطنطنیہ کیطرف روانہ ہوگیا۔ تاکہ جا کر سلطان المعظم کو مژدۂ فتح سنائے۔ اس کے ہمراہ عسیریوں کا مشہور سردار طامی بھی پابزنجیر تھا جس کی دارالخلافہ میں مجمع عام میں گردن ماردی گئی ✦

حج سے فارغ ہو کر طائف اور مکہ سے ترکی فوج کو جو تھکان دور کر چکی تھی لے کر خدیو بنفس نفیس ۱۲۳۰ھ میں متوجہ تربہ ہوا۔ جہاں وہابیوں سے بڑے معرکہ کا رن پڑا۔ مگر وہابیوں کے اقبال کا ستارہ ڈوب چکا تھا۔ اس لئے یہاں بھی انہیں شکست فاش نصیب ہوئی۔ ایک جگہ وہابی مورچہ بند ہو کر بیٹھ رہے تھے۔ اور باہر نہیں نکلتے تھے۔ یہاں "الحرب خدعۃ" سے کام لے کر اسلامی فوج بھاگ اُٹھی جونہی وہابی تعاقب کو نکلے۔ ترکی رسالہ قضائے مُبرم کی طرح اُن کے سروں پر آموجود ہوا۔ اور چند ساعت میں پانچ ہزار سر لا کر خدیو کے قدموں میں ڈالدیئے۔ اس فتح کے بعد خدیو مکہ معظمہ کی زیارت کرکے براہ جدہ مصر کو روانہ ہوگیا

اُس کا بیٹا طوسون پاشا فوج لئے ہوئے مدینہ سے تین سو میل پرے نجدیوں کے دارالخلافہ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عبداللہ بن سعود نہایت پریشان ہوا۔ اور بکمال الحاح وزاری درخواست صلح پیش کی۔ طوسون پاشا کی فوج کے پاس رسد نہ رہی تھی اور تھک بھی بہت چکی تھی۔ اس کا خزانچی ابراہیم آغا بھی ایک جگہ مقابلہ میں ہلاک ہوچکا تھا۔ اس لئے طوسون نے صلح کو قرین مصلحت جانا۔ اور عبداللہ سے اس شرط پر صلح کرلی کہ وہ پھر کبھی سر نہ اُٹھائیگا۔ سلطان کی وفادار رعیت ہو کر رہے گا۔ اور خطبہ سلطان المعظم کے نام پڑھا کرے گا۔

یہ صلحنامہ اُس نے اپنے والد محمدؐ علی کے پاس منظوری کے لئے دو وہابیوں سمیت بھیجدیا۔ محمدؐ علی ان ظالموں سے صلح کرنی نہیں چاہتا تھا۔ مگر جب اُس کا بیٹا امن دے چکا تھا۔ اور نیز حاضر ہونے والے وہابیوں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی۔ کہ حضور! عبداللہ کا مزاج اپنے باپ سعود سے بالکل مختلف ہے۔ وہ آپ کا تابعدار غلام بن کر رہے گا۔ وہ جب مدینہ میں تھا تب بھی اُس نے دولتِ عثمانیہ کے وزیر یوسف پاشا سے کسی قسم کی منازعت نہیں کی تھی۔" تو خدیو نے خاموشی اختیار کرلی +

اِس کے بعد خدیو نے طوسون پاشا کو واپس مصر بلا لیا۔ وہ ڈرتا ہوا وہاں پہنچا۔ باپ اس کے شجاعانہ کارناموں سے خوب واقف تھا۔ اس کے پہنچنے پر سلامی کی توپیں سر کی گئیں۔ اور اُسے نہایت مہربانی سے ملا۔ مگر تقدیرِ الٰہی سے وہ بمرضِ طاعون واصل بحق ہوگیا +

وہابیوں کے دارالخلافہ کی تباہی

محمدؐ علی وہابیوں کی شورہ پشتی سے خوب واقف تھا۔ وہ جانتا تھا۔ کہ جب تک ان کا مرکز تباہ نہ ہوگا۔ یہ لوگ مسلمانوں کو آرام سے نہیں بیٹھنے دیں گے۔ اس لئے اُس نے عبداللہ کی عہد شکنی پر اپنے دوسرے بیٹے ابراہیم کو اس مہم کے سر کرنے کے لئے روانہ فرمایا +

درعیہ تک پہنچتے ہوئے کئی جگہ بڑے معرکے کے رن پڑے۔ اور سلطانی لشکر نے ہزاروں کی تعداد میں درجۂ شہادت پایا۔ محمدؐ علی کمک پر کمک بھیجتا رہا۔ جب درعیہ کا محاصرہ ہوا۔ ابراہیم کے پاس ساڑھے پانچ ہزار فوج باقی تھی۔ درعیہ میں پانچ قلعے تھے۔ جو یکے بعد دیگرے فتح ہوگئے۔ اور وہابیوں کے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہ رہی۔ اس میں چھ مہینے صرف ہوئے +

عبداللہ نے جب دیکھا۔ کہ اب میدان ہاتھ سے جاتا رہا۔ تو نہایت عاجزی سے صلح کی درخواست پیش کی۔ اور اپنے آپ کو ابراھیم کے حوالے کردیا۔ وہ اسے لے کر یمن کی راہ سے مصر پہنچا۔ فتنۂ وہابیہ کے فرو ہونے پر وہاں بڑی

خوشیاں منائی گئیں۔ سینکڑوں توپوں نے گرج کر دور و نزدیک اطلاع دی۔ کہ اسلام و سیزدہ صد سالہ تہذیب اسلامی کے دشمن وہابیوں کا خاتمہ ہوگیا۔ پھر نامۂ فتح لکھ کر باغی کو بخدمت سلطان محمود ثانی قسطنطنیہ روانہ کیا گیا۔ اور اس جگہ بعد تشہیر وہ اسی کیفر کردار کو پہنچا جو مضائقی کی قسمت ہو چکا تھا۔ یعنی اس کے وجود نامسعود سے ۱۲۳۲ھ میں دنیا کو پاک کر دیا گیا۔ الحمد للہ علےٰ ذلک۔

فتنۂ وہابیہ سے نقصان جان و مال

یہ فتنۂ وہابیہ بڑا بھاری فتنہ تھا۔ اس میں حجاز کی مقدس سرزمین خون شہداء سے لالہ زار ہو گئی۔ ہزاروں جانیں تباہ ہوئیں۔ مقامات مقدسہ گرا دیے گئے مسلمانوں کی ناموس برباد اور حرمین شریفین کی ہتک حرمت کی گئی۔ سلطانی خزانۂ عامرہ پر اس فتنہ کے مٹانے سے جو بار پڑا۔ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ سامان وغیرہ پہنچانے کے لئے جو اونٹ ینبوع سے مدینہ تک کرایہ لے گئے۔ ان کا خرچ ۵۴ لاکھ ریال پڑا اور مدینۂ منورہ سے درعیہ تک قریباً ڈیڑھ کروڑ ریال باربرداری پر خرچ ہوئے۔ ہزاروں ترکوں اور مصریوں کی جانیں جو حرمین شریفین سے بے دینوں کی نجاست کو دور کرنے میں قربان ہو گئیں۔ ایسی قیمتی ہیں کہ اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ ان شہیدوں کی روحوں کو اعلےٰ علیین میں جگہ دے۔ اور فتنۂ نجدیہ سے حجاز کو نجات بخشے آمین۔

وہابیوں کی رسی کتنی دراز ہو کر ٹوٹی

نجدیوں نے شریف غالب کے عہد میں ۱۲۰۵ھ میں مکہ پر چڑھائی کی اور چھبیس ۲۶ برس تک حشر برپا رکھا۔ اول وہ مشرقی شہروں پر چھا گئے۔ پھر اقلیم الحصاء۔ بحرین۔ عمان۔ مسقط کے۔ اور بغداد و بصرہ سے ان کا ملک قریب ہو گیا۔ اور تمام حرار کے مالک ہو گئے۔ پھر خیوف۔ ذوات النخل کے۔ پھر حربیہ اور فرع اور جہینہ کے۔ پھر مابین مدینہ و شام کے۔ پھر مابین شام و حلب و بغداد کے۔ پھر مکہ و مدینہ کے۔ اور مکہ پر قبضہ

کرنے سے قبل اس کے گرد کے قبائل اور طائف اور اس کے گرد کے قبائل پھر انہوں نے قابو پالیا۔ جب ذوالقعدہ ۱۲۱۷ھ میں طائف پر قبضہ کیا۔ تو خرد و کلاں اور حاکم و محکوم سب کو قتل کر ڈالا بچوں کو ماؤں کے سینوں پر ذبح کیا۔ مال لوٹ لئے۔ عورتوں کو قید کر لیا۔ ۱۲۳۰ھ تک ان کا اتو بولتا رہا۔ حتیٰ کہ محمد علی پاشا خدیو مصر نے پانچ سال میں ان کا استیصال کر دیا۔ وہابی نہ صرف حجاز سے نکالے گئے۔ بلکہ ان کے اپنے ملک میں بھی ان کی گوشمالی کی گئی +

آہ! اب پھر سرکشوں نے سر اٹھایا ہے شریف غدار بد انتظامی و طمع سے اپنے آپ کو ذلیل کر چکا ہے۔ ترک دور جا پڑے ہیں۔ مصر پر عثمانیوں کا تسلط نہیں۔ مسلمانانِ ہندوستان بھیڑوں کے گلے ہیں۔ ان کو نیک و بد میں تمیز کرنے کا مادہ نہیں۔ اور وہ سوائے زبانی چیخ پکار کے اور کر بھی کیا سکتے ہیں بظاہر حالات نجدیوں کے موافق ہیں۔ مگر خدائے قادر توانا ہے۔ اس نے اصحابِ فیل کو کعصفٍ مّاکول کر دیا ہے۔ اور ہمیشہ دیارِ حبیبؐ کو دستبردِ اعدا سے بچا لیا ہے۔ وہ ضرور نجدیوں کی بے ادبیوں سے بھی حرمین شریفین کو نجات دلائے گا۔ یہ مسلمانوں کی شامتِ اعمال ہے۔ کہ ان پر وہابی مسلط ہو گئے ہیں۔ لہٰذا ان کو توبہ و استغفار میں مشغول ہو کر اور کوشش کر کے فتنۂ وہابیہ سے حرمین شریفین کو آزاد کرانا چاہئے +

اغراض و مقاصد حزب الاحناف لاہور (۱) مسلمانوں کو پابندیٔ شریعت کی رغبت دلانا اور رسوماتِ قبیحہ کا سدِّ باب کرنا (۲) مخالفینِ اسلام بالخصوص معاندینِ اہلِ سنت و جماعت کے حملوں کی بذریعہ تقریر وغیرہ روک تھام کرنا اور ادیانِ باطلہ و فرقہ ہائے کاذبہ کا رد کرنا (۳) تمام اہلسنت کو ایک لڑی میں پرونا اور جماعت کا باقاعدہ نظم قائم کرنا اور ان کو صنعت و حرفت اور تجارت کیطرف متوجہ کرنا (۴) اہل سنت کے ہر قسم کے حقوق کی بقدرِ امکان حفاظت کرنا +

شرائطِ ممبری (۱) انجمن ہذا کا رکن وہی شخص ہوگا جو صحیح العقیدہ حنفی ہو (۲) رکن کو صلاح و سداد و متانت کی صورت پیش کرنا ہوگا (۳) چندہ ممبری ۴ ماہوار اور صاحبدل بزرگوار جسقدر زائد عطا فرمائیں شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائیگا +

(ناظم)

ابنِ سعود قبضۂ مکّہ سے پہلے

دولِ اسلامیہ کا بیخ برکن اور مسلم کُش

وہ ابنِ سعود جس کی تعریف میں آج اخبار زمیندار اور لاہور و امرت سر کی خلافت کمیٹیاں (جو نجدیوں کے ہم عقیدہ اشخاص کے قبضہ میں ہیں) رطب اللسان نظر آتی ہیں۔ ابتدا سے اسلام و مسلمین کا سخت دشمن اگر کہنے میں تامل ہو) تو ناداں دوست تو ضرور ثابت ہو چکا ہے۔ اخبار نجات جو بجنور سے شائع ہوتا ہے۔ اپنے پرچہ مورخہ ۱۵ اکتوبر میں ابنِ سعود کی مُسلم کُشی کا مفصل نقشہ درج کیا۔ جس کا خلاصہ ہم مسلمانوں کی آگاہی کے لئے درج کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ جس شخص کو لاہوری اور امرت سری اہلِ حدیث مسلمانوں کے لئے ابرِ رحمت بتا رہے ہیں۔ وہ کس قدر اسلامیوں کے لئے زحمت اور ادبار کا مجسمہ ہے۔

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہ نجدیوں کی بدعنوانیوں اور گستاخیوں کی پاداش میں جو ان سے مقدس سرزمین حجاز میں سرزد ہوئیں تھیں۔ اسلامی جیوش ترکی و مصری نے ان کے دارالخلافہ میں پہنچ کر ان کو خوب سزا دی تھی۔ اس کے بعد جب انہوں نے پھر جنبش کی اور نہایت سفاہت سے کام لے کر محمدؐ بن رشید کی مملکت پر جس کا پایہ تخت حائل تھا۔ اور جو شمالی اور وسط عرب کا ایک نہایت قابل دیندار اور مضبوط حکمران تھا۔ حملہ کر دیا اور منہ کی کھائی تو اسی ابن سعود نے بصرہ کے متصل قصبہ زبیر میں پناہ گزیں تھا۔

اس عظیم الشان عربی حکومت کو مٹانے کے لئے عیسائیوں سے سازباز کی اور اپنے مقصدِ بد میں کامیاب ہو گیا۔ جیسا کہ واقعات ذیل سے ثابت ہوتا ہے۔

(۱) کویت کے حاکم کو اس کے بھائی سمیت ایک شخص مبارک نامی نے رات کو قتل کر ڈالا۔ اور خود شیخ کویت بن بیٹھا۔ کویت اس وقت ترکی اقتدار میں تھا۔ وہاں سے جب اس سفاک کی معزولی کا حکم آیا تو اس نے بغاوت کر دی۔ ابن رشید ۱۸۹۷ء میں فوت ہو چکا تھا اور اس کا بیٹا والی حائل اپنے باپ کی طرح ترکوں کا وفادار تھا۔ اسے خشکی کی طرف سے باغی پر حملہ کا حکم ہؤا۔ اور ترکی فوج دریا کی طرف سے بڑھی۔ ادھر دنیا کی مشہور بحری طاقت سدِ راہ ہوئی اور ادھر ابن سعود نجدی نے غیروں کے بل پر مملکتِ ابن رشید پر حملہ کر کے اور سات برس اسے مصروفِ پیکار رکھ کر ایک ایسی سلطنت کا خاتمہ کر دیا جو گزشتہ محاربۂ عظیم میں ترکوں کو شریف مکہ وغیرہ کے خلاف قابلِ قدر مدد پہنچا سکتی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۲) دنیا کی آخری جنگ عظیم میں جب ترکی سلطنت چاروں طرف سے دشمنوں کے حملوں سے خستہ ہو رہی تھی۔ ابن سعود نے اس کے دوستوں پر حملہ کر کے اس کی مشکلات میں اضافہ کیا۔

(۳) جب عراقیوں نے اس جنگ کے بعد غیر ملکی قابضین سے مطالبہ کیا کہ حسب وعدہ ملک خالی کر دو تو ابن سعود نے حملہ کر کے حشر برپا کر دیا اور وہ عیسائیوں کی غلامی کو وہابیوں کی خونخواری پر ترجیح دینے پر مجبور ہوئے۔

(۴) ابن سعود نے عمان پر حملہ کر کے قتل و غارت کا بازار گرم کیا عیسائیوں نے مداخلت کی اور ابن سعود کے طفیل عربوں کو تسلیم کرنا پڑا کہ وہ عیسائی حکومت کے بغیر نجدیوں کے شر سے نہیں بچ سکتے۔

(۵) شریف حسین اس کوشش میں تھا کہ بیت المقدس پھر مسلمانوں کے قبضہ میں آجائے۔ مگر یہاں بھی ابن سعود ہی کا حملہ مانع ہؤا۔ اس کی فوجیں حجاز میں گھس گئی تھیں۔ وہ جب حجازیوں کا خوب قلع قمع کر دینگی۔ تو وہ مجبوراً جھک مار کے عیسائی سلطنت سے ہی امداد طلب

کرینگے اور ابن سعود کی مہربانی سے ایسی شرائط منظور کرنی پڑیں گی جن کے ماننے سے شریف حسین کو انکار تھا +

شریف زیادہ غدار ہے یا ابن سعود؟

نجدیوں کے ہم عقیدہ اشخاص نے ابن سعود کو اسلام و مسلمین کا بڑا خیر خواہ مشہور کر رکھا ہے۔ اور شریف کی فہرست معائب میں بہت بڑا عیب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ترکوں کے ساتھ غدر کیا۔ آؤ دیکھیں کہ نجدی سلطان المعظم سے غدر کرنے میں شریف سے کم ہے یا زیادہ۔ اخبار الفقیہ امرت سر نے ۷ نومبر ۱۹۲۵ء کے پرچہ میں دونوں غداروں کا مقابلہ کر کے ابن سعود کو بڑھ کر غدار ثابت کیا ہے ۔اور وہ اس طرح کہ :-

"(۱) شریف حسین چند سال سے ترکوں کا مخالف اور عیسائیوں کا معاون بنا۔ مگر نجدی قریباً ایک صدی سے (بلکہ سوا سو سال سے) سلطنت اسلامیہ کے سخت مخالف اور دشمن ہیں +

(۲) شریف حسین چند سالوں سے عیسائی سلطنت کا وظیفہ خوار تھا۔ مگر نجدی مدت دراز سے اس کے نمک خوار رہے۔ اور پانچ ہزار پاؤنڈ (۷۵ ہزار روپیہ) ماہوار اس غرض سے لیتے رہے۔ کہ ترکوں کو زک پہنچانے کے اسباب پیدا کریں +

(۳) شریف نے جب وظیفہ دینے والوں کے پیش کردہ معاہدہ پر دستخط نہ کئے۔ تو اس کا وظیفہ بند کر دیا گیا۔ اور جب ترکوں کے لئے حرمین شریفین کا کوئی راستہ نہ رہا۔ تو نجدیوں

ملہ زمیندار مورخہ ۱۳ نومبر سے بھی نجدی کی غداری ثابت ہے

کا وظیفہ بھی بند ہوگیا۔"
(۴) شریف پر بہت بڑا الزام یہ ہے۔ کہ اس نے حاجیوں کی تباہی اور خون کا سامان پیدا کیا۔ مگر اب جو حاجی مدینہ طیبہ سے واپس ہو کر آئے ہیں۔ اُن کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اُونٹ کرایہ پر دیتے والے بدوؤں کو بھی نجدیوں کے جاسُوسوں نے اُکسایا۔ کہ حاجیوں کو راستہ میں چھوڑ دو۔ تاکہ وہ بے آب و دانہ مریں۔ اور شریف اور زیادہ بدنام ہو۔ مگر جب حاجی اس تکلیف سے واپس آئے۔ ان کو وصول شدہ کرایہ واپس دے دیا گیا۔" (تصدیق کرو اس کی مولانا حکیم احمد علی صاحب قصوری سے)"

جناب مولٰنا مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محلی لکھنوی کا مکتوب گرامی

بنام حضرت حاجی حافظ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علیپوری عم فیضہٗ

شریف حسین اور ابن سعود نجدی کے متعلق اظہار خیالات

نجدیوں کے مظالم کی تصدیق

ہم یہ خط حضرت شاہ صاحب علی پوری دام مجدہم کی فرمائش پر درج ذیل

کرتے ہیں۔ تاکہ مسلمان وقتِ حاضرہ کے متعلق صحیح رائے قائم کر سکیں۔ اور نجدیوں کے ہم عقیدہ اشخاص کی عیاریوں کا شکار نہ ہوں ؎

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

مکرمی دام مجدہم السلام علیکم۔ ہم لوگ ہندو مسلم اتحاد میں کوشاں ہیں۔ اور ہماری دلی آرزو ہے۔ کہ باہم اہل اسلام میں مستحکم اور مضبوط اتحاد رہے۔ ایسے نازک وقت میں فرقہ وارانہ اختلاف بہت سخت ضرر کا باعث ہوگا۔ معاملات حجاز کی پیچیدگی سے اسی خطرناک افتراق کا مجھے اندیشہ تھا۔ اور اس کے نہ پیش آنے کی توقع سے میں نے شریف حسین کی اصلاح کرنے کو ان کے ساتھ معاندانہ کارروائی کرنے سے زیادہ بہتر سمجھا تھا۔ ورنہ وہ جب سے کہ خدا کے اور رسولؐ کے احکام کو بغاوت کر کے بھلا چکے تھے مجھے بھلا دیا تھا۔ مجھ سے وہ صاف نہیں رہتے تھے نہ میں ان کی تائید کر سکتا تھا۔ تِلْکَ اُمَّۃٌ قَدْ خَلَتْ لَھَا مَا کَسَبَتْ۔ اب ان کا تذکرہ بھی فضول ہے۔ موجودہ حالت گذشتہ حالت سے بھی زیادہ پیچیدہ ہو گئی ہے۔ سخت اندیشہ ہے کہ ہندوستان میں مقلدوں اور غیر مقلدوں کے درمیان افتراق ہو جائے۔ جزیرۃ العرب کی اصلاح تو در کنار اپنے یہاں فتنہ و فساد ایسا برپا ہو کہ جس کا تدارک اگر اب سے نہ کر دیا تو پھر نہ ہو سکے۔ میں سطح کے حالات اور غیر سطح کے خیالات اچھی طرح جانتا ہوں اور یقیناً جناب بھی اس سے غافل نہ ہونگے۔ اس وقت مجھے اپنی سنجیدہ رائے سے ممنون و مشکور فرمائیے۔ کہ اس خطرہ کا تدارک کس طرح کیا جائے یہ امر نظر انداز کئے جانے کے قابل نہیں ہے۔ کہ جو الزامات شریف حسین پر عائد تھے اور جو شبہات ان پر عائد کئے جاتے تھے۔ کم و بیش ابن سعود بھی ان میں مشترک ہیں۔ بغاوت ترکوں کی وظیفہ خواری انگریزوں کی۔ اور بربریت و جہالت کے مظالم ابن سعود میں انکے مخالف

متواتر ظاہر کررہے ہیں۔ اور سقوط طائف کے وقت جو بے ہنگام جماعت نجدیہ نے فضائح کئے ہیں وہ طشت از بام ہو رہے ہیں۔ موافقین اور مخالفین جو خبریں پہنچا رہے ہیں اور قرائن صحیحہ سے جن کی تصدیق ہوتی ہے۔ وہ سخت عبرتناک اور حیرت افزا ہیں۔ اس سے اگر قطع نظر کیا جائے۔ کہ اپنے معتقدات کی رُو سے انہوں نے مقدس مقامات کی ارادۃً یا بلا ارادہ بیحرمتی کی۔ حالانکہ اُن کے خلاف اعتقاد رکھنے والے کثیر اہل اسلام نظر انداز نہیں کر سکتے اور بعید از قیاس ہی نہیں سمجھتے۔ غیر مصافی پُرامن اشخاص کا قتل کیا جانا کوئی پسند نہ کریگا۔ مجھے اہل نجد کے موافق اور مخالف اور معتبر اشخاص کی تحریروں اور تذکروں سے یہ معلوم ہوا ہے کہ بعض ایسی اشخاص قتل کئے گئے جو صلاحیت بھی قتال کی نہیں رکھتے تھے اور نہ ان کا کوئی ایسا جرم تھا۔ کہ جس پر شریعت حقہ قتل کا حکم صادر کرے۔ شیبی کا خاندان اور مفتی شافعیہ شیخ عبداللہ زواوی اور اُن کے خاندان کے لوگ جن میں شیخ فانی اور بچے تھے قتل کر ڈالے گئے۔ اور مولوی ندیم احمد صاحب مجددی مہاجر مدینہ منورہ کے فرزند گرفتار کر دئے گئے۔ اور ان سے ایک ہزار گنی (اشرفی) کا مطالبہ کیا گیا۔ یہ مولوی صاحب خود طائف میں موجود تھے۔ اور اونہوں نے اپنے روبرو گذرے ہوئے واقعات و حالات ذکر کئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قتل عام ہوا۔ عام غارتگری کی گئی۔ عورتیں بے حجاب اور مردوں کے کپڑے اُتروالئے گئے۔ اور یہ لوگ پیدل بھوکے پیاسے واپس کئے گئے۔ لیکن ایسی پُر خطر حالت میں کہ تین فاقہ اُن پر گذرے اور مکہ شریف تک بدشواری پہنچے۔ معلوم نہیں کہ کتنے مظالم ایسے ہی اُن سے سرزد ہوئے ہونگے جن کا بعد میں ثبوت ہوگا۔ ان حالات کے ہوتے ہوئے دوستداران ابن سعود کا فرض یہ ہے۔ کہ ان سے یہ مظالم چھڑوادیں۔ اور کئے ہوئے ظلموں کے تدارک کی طرف توجہ دلائیں۔ محض اُن کے عیوب پر پردہ پوشی اور ان کی کامیابی پر مبارکباد دی ان کی دوستی نہیں ہے۔ بلکہ فرقہ وارانہ اختلاف کا پیدا کرنا اور اس کی ذمہ داری

سلہ ان کی مزید تصدیق کے لئے ملاحظہ ہو اخبار زمیندار میں مندرجہ علمائے دیوبند کا مضمون مورخہ ۱۴ دسمبر ۱۹۲۴ء

اپنے اُوپر لینا ہے۔ ابن سعود کا قبضہ مکہ مکرمہ پر ان کی پریشانیوں کا پیش خیمہ ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ہندوستان میں فرقہ وارانہ اختلاف پیدا ہو جائے۔ شریف حسین باوجود بڑے فطرتی ہونے کے ہردلعزیز نہ ہو سکے۔ کیا انہوں نے اس کی کوشش نہ کی ہو گی۔ ابن سعود ان سے زیادہ کوشش نہیں کر سکتے ہیں۔ خدا جزائے خیر دے سلاطین آل عثمان کو کہ اُنھوں نے اپنی قوت اور اقتدار کے باوجود دو کروڑ روپیہ سالانہ ارض مقدس پر صرف کر کے گونہ امن قایم رکھا تھا۔ شاطران یورپ نے جمعیت ملیہ عربیہ بسر کردگی امیر علی جدہ میں قائم کر رکھی ہے۔ ابن سعود اگر ان کے مصالحہ کے خلاف کچھ کرینگے۔ تو امیر علی ان کی فہمائش کے لئے کافی ہیں۔ ورنہ ابن سعود کو سوائے سر تسلیم رکھنے کے کیا چارہ کار ہے۔ اس وقت ان کی ہردلعزیزی قائم رہے تو یہ خیلے دشوار ہے۔ میں جس طرح شریف حسین کی اصلاح کو مفید سمجھتا تھا ان کے ساتھ معاندت سے۔ کیونکہ ان کا عزل میرے نزدیک بہت سی دشواریوں کا پیش خیمہ تھا۔ اسی طرح اب تو مجھے یہی راہ دکھائی دیتی تھی۔ کہ جب تک نعم البدل نہ ملے۔ ابن سعود کی اصلاح کی فکر کی جائے نہ کہ ان کی معاندت کی جائے۔ لیکن ان کے دوستوں نے ایسی فضا پیدا کر دی۔ کہ مجھے مجبوراً یہ التماس تام پیش کرنا پڑا۔ اگر جلد آپ ایسے حضرات نے توجہ نہ فرمائی تو بد سے بدتر حالت ہونے والی ہے۔ اُمید ہے۔ کہ جواب سے جلد سرفراز فرمائینگے والسلام

فقیر عبد الباری عفی اللہ عنہ فرنگی محل لکھنؤ
یکم ربیع الثانی۔ ۱۳۴۴ھ

اقتباس:- مولانا عبد الباری صاحب تمام ارکان خلافت ہند کے سرتاج رہے ہیں۔ انہوں نے نہایت وثوق سے ابن سعود کے مظالم کی تصدیق کی ہے۔ دیکھئے نجدیوں کے ہم عقیدہ اشخاص کے زیر اثر خلافت کمیٹیاں اور اخبار مولانا موصوف کی حق گوئی پر کیسے برستے ہیں۔

(ناظم حزب الاحناف)

افکار و حوادث

لاہور اور امرت سر کی خلافت کمیٹیاں ان دنوں اُن لوگوں کے ہاتھ میں ہیں جو بزرگانِ دین کے دن منانا حرام سمجھتے ہیں۔ مگر ابن سعود نجدی کے قبضۂ مکہ پر انہوں نے جشن منانا اور چراغان کرنا جائز کر دیا ہے۔ گویا جو خدائی اختیارات شیعوں کے اماموں کو حاصل تھے کہ جس چیز کو چاہیں حرام کر دیں اور جسے چاہیں حلال قرار دیں وہ نجدی کی فتح پر غیر مقلدوں کو حاصل ہو گئے ہیں +

نجدی کے جشن فتح کے جلسہ منعقدہ بیرون موچی دروازہ میں صدر خلافت کمیٹی لاہور نے جن کے خاندان کو غزنی سے انوکھے عقائد کی بناء پر خارج از وطن ہونے کا فخر حاصل ہے حنفیوں کو بڑی سخت دہمکی دی۔ کہ اگر وہ آج وہابیوں کی فتح پر شریک جشن نہ ہوئے تو کل اہلِ حدیث ہی امیر کابل وغیرہ حنفی سلاطین کی فتحیابی پر شامل نہونگے خدا کے لئے اس دہمکی کو عملی جامہ نہ پہنائیے۔ ورنہ دو سو حنفیوں کی جماعت میں اگر اپنی نسبت آبادی سے ایک ہی وہابی شامل نہ ہوا۔ تو جلسہ بے رونق رہیگا

لاہور کا مشہور روزنامہ جس کی باگ نجدیوں کے ہم عقیدہ ہوا خواہوں کے ہاتھ میں رہی ہے اپنے کو مستحق سمجھتا ہے۔ کہ باوجود علم دین سے بے خبری کے علمائے دین کی نکتہ چینی کرے۔ اور بزرگوں کی پگڑی اُچھال دے۔ مگر جب کوئی عالمِ دین کسی لیڈر کا خلاف شریعت فعل بتا کر صراط مستقیم کی طرف راہ نمائی کرے۔ تو وہ نعل در آتش ہو جاتا ہے۔ اور جی بھر کے صلواتیں سُناتا ہے۔ انہی بے ادبیوں کی وجہ سے ہی تو شیعوں کی طرح غیر مقلد دنیا میں بدنام ہیں +

حنفی علماء جو روزنامۂ مذکور کی غیر مقلدانہ تحریروں کا رد لکھ کر بھیجیں۔ اس کے کالموں میں جگہ نہیں مل سکتی۔ مگر جب کسی غیر مقلد کی چائے سے تواضع کر دی جائے تو اس کا ذکر بڑے فخر سے اخبار میں کر دیا جاتا ہے۔ کاش! ان لوگوں کے دل میں چائے جتنی ہی دین کی قدر ہوتی +

شکریہ

ماسٹر احمد دین صاحب لالی ماسٹر ٹیلر بمبئی سب سے اول شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے تاریخ نجدیہ کے لئے پچیس ۲۵ روپے عنایت کئے۔ خدا اُن کی عمر اور مال میں برکت دے۔ تاکہ وہ دینی کاموں میں بیش از پیش حصہ لے سکیں۔ مسلمانوں نے جو چند دنوں میں سینکڑوں کی تعداد میں **حزب الاحناف** کی رُکنیت اختیار کر لی ہے۔ اب اس سے یقین واثق ہو گیا ہے کہ ان کی کوشش سے گمراہ فرقے جلد صراطِ مستقیم اختیار کر لیں گے۔

مسلمانو! نئے فرقوں کی عیاریوں سے بچو

اے بھولے بھالے مسلمان بھائیو! تمہارے لئے بڑا نازک وقت ہے۔ سو برس کے اندر اندر نئے پیدا شدہ فرقے طرح طرح کی عیاریوں سے تمہیں شاہراہِ ملتِ حنیفہ سے دُور پھینکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور جو تمہیں اُن کے فریبوں سے مطلع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اُسے تفرقہ انداز اور اتحاد شکن مشہور کرنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ سب سے بڑے مُفسد وہ ہیں جنہوں نے تیرہ سو سال کی (حنفی) جماعت کو چھوڑ کر اور سوادِ اعظم سے منہ موڑ کر ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائی۔ اور اس شعر کے مخاطب ٹھہرے

ع

یہ چھوٹی سی مسجد تری بی فریبن
نہ جائے مصلّے نہ جائے وضو ہے

ان پر اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کی ضرب المثل راست بیٹھتی ہے۔ کہ نفاق و شقاق بین المسلمین کے مرتکب تو خود ہیں مگر کمال شوخ چشمی سے بڑی اسلامی جماعت کو گمراہ اور فتنہ پرواز کہتے ہیں۔ اگر وہ واقعی اتفاق و اتحاد کے خواہاں ہیں تو آئیں سوادِ اعظم کی طرف جس پر بحکم نبی صلعم خدائی ہاتھ ہے۔ اور چھوڑ دیں شیعہ۔ اہلحدیث۔ احمدی اور اہلِ قرآن (چکڑالوی) کہلانا اور نئے خود ساختہ مسائل کو خلاف جماعت رائج کرنا اور وہ ایسا نہیں کر سکتے تو بتائیں کہ انہیں ہم پر اعتراض کرنے کا کیا حق ہے۔ خود تو دینِ حنیفہ کو مٹانے کی کوشش دھڑلے سے